

فن تعمیر میں مسلمانوں کے کارناموں کا تاریخی مطالعہ

Historical study of Architectural deeds of Muslims

*ڈاکٹر محمد سعید شفیق

**سعید الحق جدون

ABSTRACT

The rise of Muslims is not only worthy example for the world among the countless features but it is also a good example of constructive as well as intellectual development.

The glorious history of Islamic development of science and arts covers the early stages of Islam and lasts till the 18th century which is the longest period. The popularity of Islamic science and arts and discoveries are spread all over the world.

Muslims not only gave first priority to the justice, education and learning during their reign but on other hand they also kept their attention on the intellectual and physical development, science and arts and awesome constructions, that is why in the past the development and progress of medicine and science is exemplary for the world, which is admitted by the experts of art and architecture.

After the age of the Companions of Messenger of Allah Umayyad constructed mosques in Kufa and Damascus, Bannu Abbas constructed Qurtaba's mosque, bungalow of Khamra and Fatmi rulers built Mahdia and Qahra, which are the most significant and memorable deeds of fine arts.

In this article the fantastic contribution of Muslims in the field of arts and architecture will be reviewed which will make it clear that this sector (Arts and Architecture) was also on track for growth and development like other sectors during the rules of Muslims and they performed such a feats in this field that even an advanced man of today is astonished by watching these feats.

Key Words: Intellectual development, Architecture, Umayyad, Bannu Abbas

تمہید

مسلمانوں کا عہدِ عروج دنیائے عالم کے لئے عدل و انصاف، ترقی و خوشحالی، تعمیری و فکری کارنامے غرض ہر فن میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکمرانی میں اگر ایک طرف عدل و انصاف اور اپنے رعایا کی علمی و مادی ترقی کو اولیت دی تو دوسری طرف انہوں نے

* ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ علوم اسلامیہ، ویکن یونیورسٹی مردان

** پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

سائنس و فنون اور بے نظیر تعمیرات کی طرف بھی اپنی توجہ مبذول رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا عہدِ رفتہ دنیا کے لئے طب اور سائنس کی طرح تعمیر و ترقی کی بھی عمدہ مثال ہے۔ جس کا اعتراف ماہرینِ فن تعمیر و آرٹ ہر زمانے میں کرتے چلے آئے ہیں۔

کسی قوم کی تعمیر کردہ عمارات کے آثار اس قوم کے تمدن کا ایک بڑا مظہر ہوتا ہے۔ جس سے ان کی تہذیب و تمدن اور ترقی و خوشحالی کا اندازہ باسانی لگایا جاسکتا ہے۔ نیز ان آثار کی روشنی میں کسی قوم کی تمدنی، مذہبی اور سیاسی تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ایس پی سکاٹ لکھتے ہیں:

اسلام دشمن قوتوں، باہمی خانہ جنگیوں اور متعصبوں کے تباہ کن ہاتھوں سے جو آثار بچ کر ہم تک پہنچے ہیں وہ بیش قیمت مجسم تاریخیں ہیں¹۔

اسلامی علوم و فنون اور تعمیر و ترقی کی شاندار تاریخ اسلام کے ابتدائی دور سے لیکر اٹھارھویں صدی عیسوی تک کے عرصے پر محیط ہے۔ مسلمانوں کے علوم و فنون اور ایجادات کا چرچا چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا، اور اس میں عرب قوم ہر جگہ سرِ فہرست نظر آتی ہے۔ ان کی سر زمین سے اسلام کا آفتاب پورے عالم پر ضیاء پاشی کرتا رہا، اور یہی لوگ زندگی کے ہر شعبے میں پیش رو اور نقطہ آغاز رہے۔

عہدِ نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کے تعمیری آثار:

اہل عرب نے فن تعمیر میں جس تیز رفتاری اور سرعت سے کام لیا وہ انتہائی حیرت انگیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت جزیرہ نمائے عرب میں کوئی قابل ذکر تعمیری نشان موجود نہیں تھا۔ یہاں تک کہ انسانیت کا روحانی مرکز اور اہل عرب کا باعثِ افتخار خانہ کعبہ بھی ایک سادہ سا مکان تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو مدینہ کے مضافات میں قبا کے مقام پر ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر فرمائی۔ جس کو اسلام میں پہلی مسجد کا اعزاز حاصل ہے۔ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدد سے ایک دوسری سادہ مسجد بنائی، جو مسجدِ نبوی کے نام سے مشہور ہوئی۔ جو مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے اب دنیا کی ایک

مثالی اور شاندار عمارت کے طور پر موجود ہے، مگر ابتدائی حالت میں یہ ایک چھوٹی سی مربع شکل کی مسجد تھی۔ مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانیت کی کامل راہنمائی اور انہیں دین حق کی طرف بلانا تھا اس لئے آپ ﷺ نے تعمیرات کو زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس کے بعد حضرات خلفائے راشدین کا مشہود لہ بالآخر دور آیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ساری توجہ اسلام کے استحکام اور اسلام دشمن قوتوں کے زور توڑنے کی طرف تھی، اس حیثیت سے اسلام کو خوب استحکام نصیب ہوا، اور اندرونی و بیرونی سازشوں کی کمر توڑ دی گئی، جس کی وجہ سے کوئی قابل ذکر تعمیری کارنامہ نہ ہو سکے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا چلا گیا۔ آپ کے مقرر کردہ گورنر کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ تعمیر کی جس کے ستون سنگ مرمر کے تھے۔ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فسطاط میں ایک سادی مسجد بنوائی، جو اب جامع عمرو کے نام سے موسوم ایک عالیشان مسجد ہے۔² خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تعمیرات میں اچھا خاصا اضافہ ہو گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر نو اور توسیع کا کام کروایا، اور اس کی تزئین اور مضبوطی پر خصوصی توجہ دی، چنانچہ امام مجاہدؒ فرماتے ہیں:

وغیره عثمان فزاد فیہ زیادة کثیرة، وبنی جداره بالحجارة

المنقوشة والقصة، وجعل عمدہ من حجارة منقوشة وسقفه

بالساج³

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی میں تبدیلی (اضافہ اور خوبصورتی کا کام) کروائی۔ اس کی دیواروں میں منقش پتھروں اور چوٹے کا استعمال کروایا، اور اس کے ستون منقش پتھروں سے بنوائے اور سال کی چھت بنوائی۔

یہ فنِ تعمیر کے باب میں آپ کا ایک روشن کارنامہ اور نئے باب کا آغاز تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سیاسی کش مکش اور خانہ جنگی کی کیفیت جاری رہی اس لئے اس باب میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکا⁴۔

عہدِ بنی امیہ کے تعمیری آثار:

جوں جوں زمانہ گذرتا گیا، اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس جہانِ فانی سے رخصت ہونے لگے تو مال و دولت کی فراوانی اور مختلف اقوامِ عالم کے اختلاط کے اثرات مسلمانوں میں نمودار ہونا شروع ہوئے۔ 41ھ، 661ء میں بنو امیہ برسرِ اقتدار آئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

فاستقر فیہا من ربیع الآخر أو جمادی الأولى سنة إحدى و أربعین فسمی هذا العام عام الجماعة لاجتماع الأمة فیہ علی خليفة واحد⁵

ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ سن اکتالیس (41ھ) ہجری کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت مستحکم ہو گئی اسی وجہ سے اس سال کو عام الجماعة کہتے ہیں کیونکہ اسی سال امت ایک خلیفہ پر متفق ہو گئی۔

دار الخلافہ مدینہ منورہ سے دمشق منتقل ہوا۔ وہاں عیسائیوں کے بڑے بڑے کلیسا موجود تھے، چنانچہ مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ خواہش انگڑائی لینے لگی کہ وہ بھی اسلامی مقامات اور مراکز کو عالیشان اور پُر عظمت قالب میں ڈھال کر پیش کریں، اور ایسی عالیشان مساجد اور سرکاری عمارات تعمیر کریں جو غیروں کے کلیساؤں اور خانقاہوں سے زیادہ عمدہ اور شاندار ہوں، چنانچہ اموی حکمرانوں نے محیر العقول اور پروقار عمارات تعمیر کیں۔

1۔ جامع کوفہ:

یہ مسجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیر کروائی تھی، بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں زیاد بن امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسجد کو از سرِ نو اینٹ اور چونے سے نہایت مستحکم اور مضبوط طریقے سے تعمیر کی، اور اس پر فراخ دلی سے مال خرچ کیا، زیاد کا قول ہے:

انفقت على كل أسطوانة من أساطين مسجد الكوفة ثمانى عشرة مئة.

میں نے مسجد کوفہ کے ہر ستون پر اٹھارہ سو درہم خرچ کئے ہیں⁶۔

اس مسجد کا رقبہ بیت المقدس کے برابر ہے یہ ایک مربع چبوترے پر تعمیر ہوئی ہے، جو سطح حرم سے سواتین گز بلند ہے۔ چبوترے تک پہنچنے کے لئے کئی زینے بنے ہوئے ہیں اور ان کے اوپر نوکدار محرابیں نہایت خوبصورت سنگ مرمر کے ستونوں پر رکھی ہوئی ہیں۔⁷

پہلی صلیبی جنگ کے دوران جب نصرانی بیت المقدس میں داخل ہوئے تو اس عمارت نے انہیں ورطہ حیرت میں ڈال دیا، اس کی شہرت یورپ میں اس قدر زیادہ ہوئی کہ انہوں نے بہت سے گرجے اس کے طرز پر تعمیر کئے۔ اس کی شہرت محض ایک تاریخی یادگار کے طور پر نہیں بلکہ یہ ایک مضبوط اور اعلیٰ درجہ کی عمارت ہے، جو فلسطین کی تمام عمارتوں سے اعلیٰ اور عمدہ تھی، اس کی عظمت اور شوکت کا حال یہ تھا کہ جب ٹیٹس 8 اس کو آگ میں جلنے سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا تو وہ اسے دیکھ کر خود بھی حیرت میں پڑ گیا تھا۔⁹

مسجد کی دیواروں پر نقش و نگار کا کام کیا گیا ہے جن میں مختلف قسم کے جاذب نظر اور دلکش گل بوٹے بنائے گئے ہیں۔ جب اس عمارت پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو اس میں لگی تختیاں جواہرات کی طرح چمکنے لگتی ہیں، جس سے عجیب و غریب کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس مسجد کی خوبصورتی اور جاذبیت خواب و خیال سے بھی بالاتر ہے۔¹⁰

1023ء میں اس مسجد کے گنبدوں کی تعمیر نو ہوئی، جن کے حسن و جمال کے بارے میں لیبان لکھتے ہیں:

اس کی مختلف قسموں کی رنگ آمیزیاں، رنگین پتھروں کی چمکی کاریاں اور پیچ دار گل کاریاں آنکھوں کے سامنے عجیب سماں پیش کرتی ہیں، اس کی کھڑکیوں میں رنگین شیشے لگے ہوئے ہیں جن کا حسن اور لطف یورپی کلیساؤں سے کہیں زیادہ ہے۔¹¹

عبدالملک بن مروان کے بعد ولید بن عبدالملک کا دور آیا، وہ بھی فن تعمیر اور خوبصورت عمارات بنوانے کا دلدادہ تھا، اس کے ذوق تعمیر کا نتیجہ تھا کہ عمارات پر گفتگو زبان زد عام ہو گئی۔ اس نے دمشق کو دہن کی طرح سجا کر سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنایا تھا۔

2- مسجد نبوی ﷺ کی توسیع

بنی امیہ کے دور میں مسجد نبوی ﷺ میں توسیع کی گئی اور اس کی تزئین و آرائش کی خاطر روم اور مدائن سے نقش و نگار کا سامان منگایا گیا۔ قیصر روم نے اس موقع پر ایک لاکھ مشقال سونا اور تزئین کا سامان بھجوایا۔ اس پر جس فراخ دلی کے ساتھ دولت خرچ ہوئی، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف قبلہ رخ دیوار کی تعمیر و تزئین پر سینتالیس ہزار اشرفی خرچہ آیا تھا۔¹²

3- جامع مسجد دمشق (جامع اموی)

جامع مسجد دمشق تاریخ اسلام کی قدیم ترین اور مشہور ترین مساجد میں سے ہے، اور مسلمانانِ عرب کے فن تعمیر کا عظیم شاہکار اور منہ بولتا ثبوت ہے، اسے بنو امیہ کے مشہور خلیفہ ولید بن عبد الملک بن مروان نے تعمیر کروایا تھا، اسی وجہ سے اسے جامع اموی بھی کہا جاتا ہے اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں بیک وقت بیس ہزار آدمی نماز ادا کر سکتے ہیں۔¹³

رومیوں کے دورِ حکومت میں یہاں عیسائیوں کا کلیسا تھا جو کنسیہ یوحنا کے نام سے مشہور تھا، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دمشق پر حملہ ہوا تو آدھا شہر مسلمانوں نے لڑائی کے ذریعے فتح کیا جبکہ باقی حصے کے فتح ہونے سے پہلے ہی اہل شہر نے ہتھیار ڈال کر مسلمانوں سے صلح کی۔ اتفاقاً اس کلیسا کا آدھا حصہ لڑائی سے اور آدھا حصہ صلح سے فتح ہوا تھا چنانچہ جو حصہ لڑائی سے فتح ہوا تھا اس میں مسلمانوں نے مسجد بنالی اور باقی نصف حصے کو معاہدے کی شرائط کے مطابق کلیسا ہی برقرار رکھا۔ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں نمازیوں کی کثرت کی بناء پر مسجد تنگ پڑ گئی، چنانچہ آپ نے کلیسا کے ذمہ داروں سے کہا کہ اگر آپ یہ جگہ مسجد کے لئے دیدیں تو دمشق اور اس کے مضافات میں آپ کو چار کلیساؤں کی جگہ دی جائے گی، اس پر عیسائیوں نے اپنی رضامندی سے یہ کلیسا مسلمانوں کے حوالے کیا جس کو ولید نے مسجد میں شامل کروایا۔¹⁴

ولید بن عبد الملک نے ان دونوں حصوں کو ملا کر ایک عالیشان مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا جو فن تعمیر کے لحاظ سے عرصہ دراز تک سب سے عالیشان اور خوبصورت مسجد قرار پائی۔ امام شافعیؒ کا فرمان

ہے کہ یہ مسجد دنیا کے پانچ بڑے عجائبات میں سے ایک اعجوبہ ہے۔¹⁵ اس مسجد کی تعمیر پر ولید بن عبد الملک نے کثیر رقم خرچ کی، ابن جوزیؒ نے اس مسجد پر بھاری رقم خرچ ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

وفي سنة ثمان وثمانين بنى الوليد مسجد دمشق فانفق عليه مالا عظيما قال أبو قصي: وحسبوا ما أنفق على مسجد دمشق، وكان أربعمائة صندوق، في كل صندوق ثمانية وعشرون ألف دينار وقد حكى محمد بن عبد الملك الهمداني، أن الجاحظ حكى عن بعض السلف أنه قال: ما يجوز أن يكون أحد أشد شوقا إلى الجنة من أهل دمشق لما يرون من حسن مسجدهم¹⁶.

سن اٹھاسی ہجری میں ولید نے مسجد دمشق تعمیر کروائی اور اس پر بہت زیادہ مال خرچ کیا۔ ابو قصی کہتے ہیں کہ مسجد دمشق کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس پر چار سو صندوق خرچ ہوئے تھے ہر صندوق میں اٹھائیس ہزار دینار تھے (اس لحاظ سے کل اخراجات ایک کروڑ بارہ لاکھ سونے کے دینار تھے) محمد بن عبد الملک ہمدانی نے حکایت نقل کی ہے کہ امام جاحظ نے بعض اسلاف کا قول نقل کیا ہے کہ اہل دمشق سے زیادہ جنت کا شوقین کوئی نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ان کی مسجد کا حسن لوگوں کے سامنے ہے۔

اس مسجد کی تعمیر کے لئے مقامی لوگوں کے علاوہ بیرون ممالک سے ماہرین کو بلوایا گیا، جس کی تصریح مورخین نے ان الفاظ میں کی ہے:

واحتمل له الصنّاع من بلاد الروم، ومن سائر بلاد الإسلام¹⁷

اس کے لئے روم اور دیگر اسلامی ممالک سے کاریگروں کو بلوایا گیا۔ علامہ ابن جوزیؒ تحریر فرماتے ہیں:

وعمل هذا الجامع في تسع سنين، حسبوا ما انفق على الكرمة التي في قبلة مسجد دمشق فكانت سبعين ألف دينار¹⁸.

اور اس مسجد کی تعمیر سات سال میں ہوئی۔ اس کے قبلہ کی جانب والی گنبد پر ستر ہزار دینار خرچ ہو چکے ہیں۔

یہ مسجد نہ صرف اپنے دور میں بلکہ بعد کے ادوار میں بھی ایک تعمیری شاہکار رہی، چنانچہ ایک دفعہ خلیفہ مامون جامع دمشق آئے اور ان کے ساتھ ابواسحاق المعتصم اور یحییٰ بن اکثم بھی موجود تھے، تو مامون نے ان سے پوچھا کہ اس مسجد کی کونسی چیز آپ لوگوں کو زیادہ پسندیدہ اور قابل رشک لگی؟ ابواسحاق نے کہا کہ اس میں سونے کا بھرپور اور بر محل استعمال اور اس کی پائیداری اور مضبوطی۔ مامون نے کہا کہ یہ بات زیادہ قابل تعجب نہیں۔ یحییٰ بن اکثم کہنے لگے کہ اس مسجد میں سنگ مرمر اور مختلف دھات اور موتیوں کو جس عمدگی کے ساتھ لگایا گیا ہے وہ سب سے نمایاں چیز ہے۔ مامون کہنے لگے کہ اس مسجد کی سب سے عمدہ اور نمایاں خوبی یہ ہے کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں، نہ ہی اس جیسی عمارت پوری دنیا میں پائی جاتی ہے۔¹⁹

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات تابعین کے دور سے ماضی قریب تک اسلامی دنیا کے تشنگانِ علوم یہاں سے کسب فیض کرتے چلے آئے ہیں، خطیب بغدادی، امام غزالی، ابن عساکر اور حافظ ابن کثیر جیسے نابغہ روزگار شخصیات کے حلقہ ہائے درس یہاں جاری رہے۔

عہدِ بنی عباس کے تعمیری آثار:

133ھ ہجری بمطابق 750ء کو بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور بنو عباس نے زمام اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ بنو عباس نے اپنے دورِ حکومت میں دیگر اہم امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ فنِ تعمیر میں بھی نمایاں کارنامے انجام دیئے، جو آثار ان حضرات کی عظمت اور فنِ تعمیر میں مہارت و کمال کے منہ بولتا ثبوت ہیں۔

1- مسجدِ قرطبہ

یہ عظیم الشان مسجد بنو عباس کی فنِ تعمیر میں خصوصی دلچسپی کا عظیم شاہکار ہے۔ عباسی حکمران عبدالرحمن الداخل نے 784ء میں اندلس میں اس کی بنیاد رکھی مگر تکمیل سے پہلے وہ اس دارِ فانی سے رحلت کر گئے، آپ کے بعد ہر آنے والے حکمران اس کی تعمیر میں اضافہ کر کے اس کا رِخیر

میں حصہ لیتے رہے۔ تقریباً دو سو برس کے طویل عرصہ میں یہ عالیشان مسجد پایہ تکمیل تک پہنچی۔ اس طویل جدوجہد اور محنت کے نتیجے میں اسلامی عظمت کا منہ بولتا ثبوت اس خوبصورت اور وسیع مسجد کی تکمیل ہوئی کہ دنیا کی کوئی مسجد و عمارت حسن و جمال اور وسعت و ندرت میں اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس کی عمارت ایک ہزار دو سو تریانوے ستونوں پر قائم تھی۔²⁰ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال مرحوم 1932ء کو مسجد قرطبہ تشریف لے گئے تھے وہاں سے اپنے بیٹے جاوید اقبال کے نام خط میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس مسجد کو دیکھنے کے لئے زندہ رہا، یہ مسجد دنیا کی تمام مساجد سے بہتر ہے، خدا کرے تم جوان ہو کر اس عمارت کے انوار سے اپنی آنکھیں روشن کرو۔ اس مسجد کی پوری عمارت میں ترتیب، خوبصورتی، فنی مہارت اور پرکاری کا اس طرح مظاہرہ کیا گیا ہے جسے دیکھ کر انسان پر دہشت طاری ہو جاتی ہے۔²¹ یہ اسلامی سلطنت کا ایسا عمدہ نقش ہے جس کی پر تکلف آرائش اور اس کا دلربا انداز کسی قدیم و جدید عمارت میں نہیں پایا جاتا۔²² اس مسجد کے مینار بھی نہایت شاندار اور قابل دید ہیں۔ ایس پی سکاٹ لکھتا ہے:

اس مسجد کے میناروں کا عمدہ تناسب اور اس کے لاثانی نقش و نگار مسلمانانِ اندلس کے لئے باعثِ افتخار ہیں۔²³

2۔ قصر الزہراء

مسلمان حکمرانوں کی فنِ تعمیر سے دلچسپی اور اس میں کمالِ مہارت و توجہ کی ایک علامت اور بین دلیل قصر الزہراء ہے، یہ اپنے زمانے میں دنیا کا سب سے حسین و جمیل شہر سمجھا جاتا تھا، جو شاہی محلات، مجلسوں، درباروں، شاہی خاندان کے رہائشی مکانوں اور جامع مسجد پر مشتمل تھا۔ یہ عظیم الشان محل شان و شوکت، حسن و جمال اور شکوہ و جلال کے لحاظ سے پوری دنیا میں اپنی مثال آپ تھا۔²⁴

317ھ میں خلیفہ عبد الرحمان الناصر (الملقب بہ عبد الرحمان سوم) حکمران بنے جنہوں نے اپنی ایک کنیز "الزہراء" کی فرمائش پر 325ھ میں قرطبہ شہر کے قریب جبل العروس پر "قصر الزہراء" کے نام سے ایک عالیشان محل کی بنیاد ڈالی، یہ محل اتنا وسیع و عریض اور کشادہ تھا کہ رفتہ رفتہ

اس کا نام مدینۃ الزہراء پڑ گیا۔ اس کی وسعت اور کشادگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف اس کی چار دیواری میں پندرہ ہزار خوبصورت اور عالیشان دروازے لگے ہوئے تھے²⁵۔

اس محل کے اندر قیمتی سنگ مرمر سے تراشے گئے تین سو ستون نصب تھے۔ اس کا ایک ایوان "قصر الخلفاء" کے نام سے موسوم تھا، جس کی دیواریں اور چھت شفاف سنگ مرمر اور سونے کی تھیں۔ چھت کے بیچ میں وہ عجیب جوہر لٹکا ہوا تھا جو قسطنطنیہ کے حکمران نے خلیفہ ناصر کو تحفے میں دیا تھا۔ اسی ایوان کے عین وسط میں نہایت خوبصورت حوض تھا جس میں پارہ بھرا رہتا تھا۔ ایوان کے ہر ضلع میں آٹھ آٹھ محرابوں پر مشتمل درتھے۔ یہ محرابیں مختلف رنگوں کے مضبوط بلوری ستونوں پر قائم تھیں اور ان کے کواڑ آبنوس اور ہاتھی دانت کے بنے ہوئے تھے، جن پر جواہرات جڑے ہوئے تھے جب اس ایوان کے اندر دھوپ پڑتی تو دیواریں اور چھت اس طرح چمکنے لگتیں کہ ناظرین کی نظریں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ خلیفہ ناصر جب اس ایوان میں ہوتے اور حاضرین پر رعب طاری کرنا چاہتے تو اپنے خادم کو اشارہ کر دیتے جو حوض میں بھرے پارے کو ہلادیا کرتے، پارے کے ہلنے کے نتیجے میں دھوپ کی شعاعیں پورے ایوان میں بجلی کی طرح کوندنے لگتیں، جس سے یوں محسوس ہوتا جیسے پورا کمرہ گردش کر رہا ہو۔²⁶

قصر زہراء کی تکمیل کے بعد "مسجد زہراء" کی تعمیر ہوئی اس کا فرش سرخ سنگ مرمر کا تھا۔ یہ ایک عظیم الشان اور انتہائی خوبصورت مسجد تھی جب یہ مسجد مکمل ہوئی تو مغرب کی پہلی نماز قاضی ابو عبد اللہ نے پڑھائی۔ جس زمانے میں مدینۃ الزہراء تعمیر کیا گیا بظاہر وہ مسلمانوں کے عروج اور ترقی کا زمانہ تھا اور اس جنت ارضی کو دیکھ کر بڑی بڑی طاقتیں لرزہ بر اندام ہوا کرتی تھیں، لیکن اگر حقیقت شناس نگاہ سے دیکھا جائے تو اندلس میں مسلمانوں کے زوال کا آغاز انہی عشرت کدوں کی تعمیر سے ہوا ہے جنہوں نے رفتہ رفتہ مسلمانوں سے ان کا زہد، جفاکشی اور بے تکلف زندگی کی قوت چھین لی۔²⁷

ایک مرتبہ خلیفہ ناصر اس ایوان میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے مصاحبوں سے کہہ رہا تھا کہ دنیا میں کسی بڑے سے بڑے حکمران نے تعمیر کی تاریخ میں اس طرح کا کارنامہ انجام دیا ہے جیسا اس ایوان کی تعمیر سے میرے ہاتھوں سے ہوا ہے؟ اس پر خوشامدی درباریوں نے خلیفہ کی پر زور تائید کی

اور خوب خوشامدیں کرنے لگے۔ اتنے میں قاضی منذر بن سعید²⁷ تشریف لے آئے۔ خلیفہ نے ان کے سامنے بھی اپنے کارنامے کے طور پر اس ایوان کی عظمت کا تذکرہ کیا۔ اس پر قاضی منذر فرمانے لگے: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل و کرم فرمایا ہے۔ مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم کے علاوہ کسی ایسی بات پر فخر کریں گے جو حق تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں بیان فرمائی ہے۔ خلیفہ نے پوچھا وہ کیسے؟ قاضی منذر نے اس کے جواب میں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لِيُوقِعَهُمْ سَفْهًا مِنْ فِصَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ (33) وَلِيُوقِعَهُمْ أَنْبَاءًا وَسُورًا عَلَيْهَا يُتَنَكَّبُونَ (34) وَرُخْرُقًا وَإِنْ كُنْ لَكُمْ دَلِيلٌ لِمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ (35)﴾²⁸

خلیفہ نے ان آیات کو سن کر سر جھکا لیا۔ قاضی منذر نے کلام کو جاری رکھا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اور بعد میں اس نے ایوان کی چھت سے سونے چاندی کو اتروا دیا۔²⁹

مدینۃ الزہراء اس طرح کے بے شمار عجائب پر مشتمل تھا، جس میں مصنوعی دریا بھی بنائے گئے تھے، اور جانوروں کے لئے باغ بھی تھے تاکہ جانور اپنے قدرتی اور فطری ماحول میں رہیں، عصر حاضر میں جانوروں کے لئے محفوظ باغ (Game Reserve) بنانے کا جو طریقہ رائج ہے اس کی ابتداء مدینۃ الزہراء سے ہوئی تھی۔³⁰

3- قصر اشبیلیہ

مسلمانانِ اندلس کا ایک اور اہم تعمیری یادگار "قصر اشبیلیہ" کی تعمیر و تزئین ہے۔ اس محل کے حسن و جمال اور شان و شوکت کا تذکرہ کرتے ہوئے محمد لمیب البتونی تحریر فرماتے ہیں:

یہ عمارت عظمت و جلالت، عجیب و غریب طرزِ تعمیر، عمدہ نقش و نگار کے اعتبار سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اس کی شان و شوکت اور حسن و

جمال کو دیکھ کر آدمی پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ ایسی عظیم الشان عمارت کا تخیل اور تصور کا انسانی عقل میں آنا ناممکن ہے۔³¹

4۔ قصر الحمراء

مسلمانوں کی شاندار ماضی کی یاد دلانے والا یہ قلعہ چوتھی صدی میں تعمیر ہوا تھا اس کے بعد مختلف ادوار میں غرناطہ کے مختلف حکمران اس میں اضافے کرتے رہے یہاں تک کہ الاحمر نے 635ھ میں اس میں نئے اضافے کر کے اس کو مرکز سلطنت کی حیثیت دیدی۔ ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں اس کے بیٹے محمد بن احمر نے اس قلعے میں وہ پر شکوہ شاہی محل تعمیر کیا جو قصر الحمراء کے نام سے معروف ہے۔ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اس میں مختلف اقسام کی جدتیں اور اضافے کر کے اسے فن تعمیر کا شاہکار بنادیا۔

الحمراء کا پورا علاقہ طول میں تقریباً سات سو چھتیس (736) میٹر اور عرض میں دو سو میٹر (200) ہے، جو قلعے، شاہی محل اور باغات پر مشتمل ہے۔ اس کے گرد ایک مضبوط فصیل ہے۔³² قصر الحمراء کے شاندار مناظر مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا نمونہ اور اس زمانے کی ترقی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ محل مختلف قسم کے خوبصورت اور دیدہ زیب محرابوں پر مشتمل ہے جس سے اہل عرب کے متلون حساس مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان محرابوں کے نیم قوسی بالائی حصوں میں مختصر فاصلوں سے مختلف انواع و اقسام کی دلفریب جالیاں بنی ہوئی ہیں۔ جن سے نکلی والی سورج کی کرنیں بہت عمدگی کے ساتھ کمروں کو منور کرتی ہیں۔ دیواروں پر ملمع سازی کا کام اس عمدگی سے ہوا ہے جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ قبوں کی تزئین و آرائش اس انداز میں کی گئی ہے کہ جڑے ہوئے جواہرات نظر آتے ہیں۔ ہر طرف نور کا مینار نظر آ رہا ہوتا ہے۔ فن تعمیر کے ماہرین اور نقاد اس محل کو دیکھ کر ورطہ حیرت میں مبتلا ہوتے ہیں۔³³

یہ محل اپنے حسن و جمال اور شان و شوکت کے اعتبار سے فن تعمیر کا شاہکار اور بے مثال کارنامہ ہے۔

یہ محل سلطنتِ غرناطہ کی عظمتوں و رفعتوں کی علامت ہے۔ دنیا کا بے نظیر عجوبہ ہے۔ زمانے کے حوادث کے نتیجے میں اس کی شان و شوکت ختم ہو گئی، اس کی روشنی تاریکی میں تبدیل ہو گئی، مگر اس کا مرثیہ اور حیرت انگیز واقعات آج بھی تازہ ہیں۔ حتیٰ کہ جن بادشاہوں نے اس کی تعمیر اور تخریب میں حصہ لیا ان کے نام بھی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔ علامہ ابن العربی ان تاریخی آثار و نشانات کی خستہ حالی اور ویرانی پر اپنے دردِ دل کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بہت سے ایسے مکان جن کے کھنڈرات مکین کے بغیر ویران حالت میں پڑے ہیں، ان پر پرندے نوحہ خوانی کر رہے ہیں میں نے ایک نوحہ خوان پرندے سے پوچھا جس کا دل درد و دکھ سے بھرا ہوا تھا کہ تم کیوں رورہی ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس گزرے ہوئے زمانہ کو رورہی ہوں جو کبھی واپس نہیں آئے گا۔³⁵

5۔ بغداد کی تعمیر

عباسیوں کا ایک عظیم اور نمایاں کارنامہ بغداد جیسے عالیشان اور انٹر نیشنل شہر کی تعمیر ہے، جس کی بنیاد عباسی خلیفہ منصور نے 154ھ میں رکھی۔³⁶ اس شہر کا نقشہ خود خلیفہ منصور کے ذہن میں آیا اور اسی کا پیدوار تھا۔ جو کہ مدور (گول) تھا اس لئے اسے المدینۃ المدورۃ کہا جاتا تھا،³⁷ اس شہر کی تعمیر کے دوران روزانہ ایک لاکھ مزدور کام میں مصروف رہتے تھے۔³⁸

بغداد شہر کی آبادی نہایت خوبصورت اور مرتب تھی۔ سڑکوں اور شاہراہوں کے کنارے نہریں تھیں، اور ان کے اطراف میں مکانات تھے۔ دشمنوں کے حملوں اور سازشوں سے بچنے کی خاطر شہر کے گرد مضبوط شہر پناہ اور ایک چوڑی خندق تھی۔ خندق ہر وقت پانی سے بھری رہتی تھی۔ بغداد شہر میں تیس مدرسے تھے، ہر مدرسے کی عمارت ایسی خوبصورت اور عالیشان تھی کہ بڑے بڑے محلات اس کے سامنے شرماتے تھے۔³⁹

6۔ رصافہ شہر کی تعمیر

منصور کے بعد مہدی کا دور آیا، آپؑ نے بغداد شہر سے باہر "رصافہ" نامی شہر تعمیر کیا۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید نے رصافہ کے نام سے ایک عالیشان اور خوبصورت شہر تعمیر کیا۔

برائے کے حکمرانوں نے اس شہر کو چار چاند لگا دیئے، انہوں نے یہاں پر عظیم الشان محلات تعمیر کئے جو اپنی مثال آپ تھے ان تصور میں قصرام حبیب اور قصردار الخلافہ زیادہ نمایاں ہیں۔⁴⁰

7۔ شاہی کالونی

معزز باللہ نے اپنے دور حکومت میں احمد بن طولون کو مصر کا حکمران مقرر کیا۔ اس نے مقام فسطاط کے باہر ایک عمدہ اور حسین شاہی کالونی بسائی جس میں انہوں نے عالیشان محلات، چڑیا گھر، گھوڑ دوڑ کے میدان، حمام، منڈیاں اور شفا خانے بنوائے۔ 263ھ میں انہوں نے یہاں پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی جو مسجد ابن طولون کے نام سے معروف ہے۔ اس کے بعض کونوں پر ایک خوبصورت نقش و نگار کیا گیا ہے جو نقش و نگاری کے اصولوں کی بنیاد معلوم ہوتی ہے، اور مسلمان کاریگروں کی ذہانت و ذکاوت کا واضح ثبوت ہے۔⁴¹

فاطمی دور کے تعمیری آثار

296ھ بمطابق 909ء کو فاطمی خاندان اقتدار پر قابض ہوا۔ اور تقریباً تین سو سال تک برسرِ اقتدار رہا۔ اس دور میں انہوں نے کئی نمایاں اور اہم کارنامے انجام دیئے جن میں فنِ تعمیر کی ترقی ایک اہم اور بنیادی کارنامہ ہے۔ ارنسٹ ٹاڑ حیام رچمنڈ ایک جگہ لکھتے ہیں:

اگر یہ خاندان نہ ہوتا تو اسلامی فنِ تعمیر کا پورا دور کچھ اور ہی ہوتا۔⁴²

اس دور میں بہت تعمیراتی کام ہوئے، اس دور کے اہم کارناموں میں چند اہم تعمیری کارنامے یہ ہیں۔

1۔ مہدیہ کی تعمیر

296ھ میں المہدی قیروان کے حاکم ہوئے انہوں نے 303ھ میں مہدیہ شہر کی تعمیر شروع کی۔ شہر کے ارد گرد مضبوط فصیل تعمیر کی گئی۔ اس فصیل میں اتنے مضبوط اور وزنی لوہے کے پھاٹک لگائے گئے جس کے ایک کواڑ کا وزن تقریباً سو (100) قطار تھا۔ شہر کے اندر سنگ مرمر کے خوبصورت محلات، تالاب اور زیرِ زمین گودام تعمیر کئے گئے۔⁴³

2۔ قاہرہ کی تعمیر

فاطمی جرنیل جوہر بن عبداللہ نے 359ھ کو قاہرہ کی بنیاد رکھی۔ یہ شہر اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ آج تک مصر کا دار السلطنت ہے۔ جوہر نے قاہرہ میں ایک مسجد بنوائی جو بعد میں جامعہ ازہر کے نام سے مشہور ہوئی۔ العزیز نے اپنے دور میں اس مسجد کو درس و تدریس کے لئے بھی استعمال کرنا شروع کیا۔⁴⁴

3۔ قصر الکبیر الشرقي اور الغربي

قاہرہ شہر کے مشرقی حصہ میں خلیفہ المعز کا محل "قصر الکبیر الشرقي" واقع تھا جس کے دس پھاٹک تھے۔ ہر پھاٹک پر فوجی دستے متعین تھے۔ اس محل سے زیر زمین راستہ ایک دوسرے عالیشان محل کی طرف جاتا تھا جسے قصر الغربي یا قصر البحر کہا جاتا تھا، جو دریائے نیل کے کنارے مغربی حصہ میں واقع تھا۔⁴⁵

خلاصہ بحث

فن تعمیر میں مسلمانوں کے کارناموں کے تذکرے سے مسلمانوں کی تابناک ماضی اور مسلمان حکمرانوں اور کاریگروں کی فن تعمیر میں مہارت، دلچسپی، عمدہ کارکردگی اور اس فن کو باہم عروج تک پہنچانے کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ نیز یہ کہ مسلمانوں نے اپنے عہدِ عروج میں ہر فن میں انتہائی مہارت اور کمال حاصل کیا اور رہتی دنیا تک اپنی عظمت کا لوہا منوانے میں کامیاب ہوئے۔

حواشی و حوالہ جات

¹ مفتی محمد خلیل الرحمن، اخبار الاندلس، کوپریٹو پریس لاہور، 1340ھ، ج: 3، ص: 589

² سید مبارز الدین رفعت، اسلامی فن تعمیر، ایم اے، عثمانیہ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی، ص: 20

³ ابو داود سلیمان بن الأشعث السجستانی، المتوفی: 275ھ۔ سنن ابی داود، المکتبہ العصریہ،

بیروت، ج: 1، ص: 123

⁴ شاہ معین الدین، ندوی، تاریخ اسلام، حصہ اول، ص: 248

⁵ عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، تاریخ خلفاء، مطبعة السعادة، مصر، الطبعة الأولى، 1371ھ، ج: 1، ص: 173

⁶ أحمد بن یحیی البکاءری (المتوفی: 279ھ)، فتوح البلدان، مكتبة الهلال، بیروت، ط:

1988م، ص: 271

⁷ ڈاکٹر سید علی بگرامی، عربوں کا فن تعمیر، رفاه عام سٹیم پریس، لاہور، 1910ء، ص: 40

⁸ ٹیٹس روم کا دسواں شہنشاہ تھا اس کے دور حکومت میں بیت المقدس کو رومیوں نے فتح کیا تھا۔ (تمدن عرب، ص

(153

⁹ ڈاکٹر سید علی بگرامی، اعظم سٹیم پریس، حیدر آباد، دکن، 153

¹⁰ تمدن عرب، ڈاکٹر سید علی بگرامی، تمدن عرب، اعظم سٹیم پریس، حیدر آباد، دکن، ص: 155

¹¹ ڈاکٹر سید علی بگرامی، تمدن عرب، اعظم سٹیم پریس، حیدر آباد، دکن، ص: 159

¹² الدكتور احمد شبلی، التاريخ الاسلامي والحضارة الاسلامية، ص: 68

¹³ شاہ معین الدین ندوی، حصہ دوم

¹⁴ تاریخ ابن عساکر، تاریخ اسلام، ج: 2، ص: 19،

¹⁵ أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي الدمشقي (المتوفی: 774ھ)، البداية والنهاية، دار إحياء التراث العربي،

الطبعة الأولى 1408ھ، ج: 9، ص: 173

¹⁶ جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفی: 597ھ)، المنتظم في تاريخ الملوك والأمم، دار

الكتب العلمية، بیروت، الطبعة: الأولى، 1412ھ، ج: 6، ص: 285

¹⁷ أبو الفداء عماد الدين إسماعیل بن علي (المتوفی: 732ھ)، المختصر في أخبار البشر، الطبعة الحسينية المصرية، الطبعة:

الأولى، ج: 1، ص: 199

¹⁸ جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفی: 597ھ)، المنتظم في تاريخ الملوك والأمم، دار

الكتب العلمية، بیروت، الطبعة: الأولى، 1412ھ، ج: 6، ص: 287

¹⁹ الحافظ علي بن الحسين المعروف بابن عساکر، تاريخ دمشق، دار الفكر، بیروت، ج: 2، ص: 247

²⁰ أحمد بن محمد المقرئ التلمساني، نفح الطيب، دار صادر، سنة النشر 1388ھ، ج: 1، ص: 547

²¹ محمد بسبب البتوني، رحلة الاندلس، ص: 48

²² ڈاکٹر سید علی بگرامی، اعظم سٹیم پریس، تمدن عرب، حیدر آباد، دکن، ص: 349

- ²³ منشی محمد خلیل الرحمن، اخبار الاندلس، کوپریٹو پریس لاہور، 1340ھ، ص: 598
- ²⁴ دنیا مرے آگے، ص: 53، 54
- ²⁵ نفع الطیب، ج: 1، ص: 245
- ²⁶ نفع الطیب، أحمد بن محمد المقرئ التلمسانی، دارصادر، سنة النشر 1388ھ، ج: 2، ص: 65 تا 68
- ²⁷ مفتی محمد تقی عثمانی، دنیا مرے آگے، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1430ھ، ص: 54
- ²⁸ الزخرف: 33، 34، 35
- ²⁹ دنیا مرے آگے، ص: 54، 55، بحوالہ نفع الطیب، ج: 2، ص: 109
- ³⁰ دنیا مرے آگے، ص: 54، 55
- ³¹ رحلة الاندلس، محمد لبيب البتونی، ص: 41
- ³² دنیا مرے آگے، ص: 34، 35
- ³³ منشی محمد خلیل الرحمن، اخبار اندلس، کوپریٹو پریس لاہور، 1340ھ، ج: 3، ص: 619
- ³⁴ ڈاکٹر سید علی بلگرامی، تمدن عرب، اعظم سٹیٹ پریس، حیدر آباد، دکن، ص: 269
- ³⁵ نفع الطیب، أحمد بن محمد المقرئ التلمسانی، دارصادر، سنة النشر 1388ھ، ج: 1، ص: 246
- ³⁶ اخبار الاندلس، ص: 612، 611
- ³⁷ التاريخ الاسلامی والحضارة الإسلامية، ج: 3، ص: 204
- ³⁸ نفع الطیب، ص: 246
- ³⁹ تہارۃ اسلام، ج: 2، ص: 441
- ⁴⁰ التاريخ الاسلامی والحضارة الإسلامية، ص: 209
- ⁴¹ ڈاکٹر سید علی بلگرامی، عربوں کا فن تعمیر، رفاه عام سٹیٹ پریس، لاہور، 1910ء، ص: 97، 98
- ⁴² سید مبارز الدین رفعت، ایم اے، اسلامی فن تعمیر، عثمانیہ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی، ص: 110
- ⁴³ جسٹس امیہ علی، تاریخ اسلام، جاوید پریس کراچی، ص: 421

⁴⁴ اسلامی فن تعمیر، ص: 165

⁴⁵ ایضاً، ص: 193، 192